امثال القرآن کی ضرورت واہمیت

Importance of Similitude of Qur'an

شیریں حسن ساسولی*

ڈاکٹر سید باچا آغا**

ABSTRACT:

The Qur'an is the most-read book in the world. Revealed by Allah Almighty to Prophet Muhammad , and revered by Muslims as being Allah's Final Scripture and Testament, its words have been lovingly recited, memorized and implemented by Muslims of every nationality ever since. The Quran is also the only holy book that can be memorized in its entirety by people of all ages and intellectual abilities – including non-Arabic speakers – which Muslims consider to be one of its miracles.

The Holy Quran is the source guide; the purpose of Similitude in Qur'an is to get a lesson. In each instance there is knowledge to mankind, it possesses a particular utility. Allah ta'aala has invited to all mankind to consider the Quran, as in the Holy Quran" Do they not then think deeply in the Qur'an, or are their hearts locked up (from understanding it)?". This article explains deeply about the Importance of Similitude of Qur'an.

*M.Phil Scholar,Sardar Bahadur Khan Women University,Quetta

**Assistant Professor, Government Degree College, Quetta.

امثال مثل کی جمع ہے، اس کو مَثَلَ، مِثِلَ اور مَثِیل تینوں طرح پڑھا جاسکتا ہے، یہ لفظی اور معنوی دونوں لحاظ سے شبہ، شِبہ اور تشبیہ کی طرح ہے۔ ادب میں مثل اس قول کو کہا جاتا ہے جو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہو، اس میں اسی حالت کو جس کے بارے میں وہ امثال بیان کی گئی ہوں اس حالت سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کے لئے وہ امثال کہی گئی تھیں[1]۔

مَثَل، مِثل اور مَثِیل، تینوں کا معنی ایک ہے لیکن اس کا عام استعمال ضرب المثل اردو کے معنی میں ہوتا ہے اور بطورِ استعارہ کسی حالت کے بیان کو بھی کہتے ہیں[2]۔

حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

فان القرآن نزل علیٰ خمسۃ اوجہ حلال وّحرام وّمحکم وّمتشابہ وامثال، فاعملوا بالحلال وجتنبوا الحرام واتّبعوا المحکم واٰمنوا بالمتشابہ واعتبروا بالامثال[3]۔

"بے شک قرآن کریم پانچ وجوہ کی بناءپر نازل ہوا ہے۔ حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال۔ پس تم لوگ حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع اور پیروی کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت ونصیحت حاصل کرو"۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کی رشدوہدایت کے لئے نازل ہونے والی آخری تحفہ اور دنیا کی سب سے بہترین کتاب ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی مثالیں ارشاد فرمائی ہیں تاکہ انسانی ذہن بات کی تہہ تک پہنچنے میں دقت محسوس نہ کرے اور حکم الٰہی کو بہتر انداز میں سمجھ سکے، کیونکہ جو بات مثالوں سے ذہن نشین ہوتی ہے وہ دلائل سے کم وبیش سمجھ آتی ہے قرآن مجید کی مثالوں کی اہمیت اس طرح سے لگائی جاسکتی ہے کہ اگر ممثل جتنا عظیم ہوگا تو امثال بھی اس کے مثل ہوں گے۔

قرآن مجید میں جو امثال بیان کئے گئے ہیں وہ بات کی وضاحت، عبرت اور نصیحت

کے لئے بیان ہوتے ہیں۔ایسی مثالوں سے انسان کا امتحان ہوتا ہے۔اصحاب فکرو نظر کے لئے یہ مثالیں ہدایت کا سامان پیدا کرتی ہیں اور بے پرواہی و بے اعتنائی برتنے والوں کے لئے اور زیادہ گمراہی کا سبب بنتی ہے اور ایسی مثالوں سے صرف ایسے سرکش لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں جو فاسق یعنی اطاعت خداوندی سے نکل جانے والے ہیں جبکہ جن لوگوں میں ذرا بھی خدا خوفی ہوتا ہے وہ تو ہدایت ہی حاصل کر لیتے ہیں۔

افادیت:

امثال القرآن اپنی جگہ ایک خاص افادیت کے حامل ہیں، ہر مثال میں انسانوں کے لئے علم کا ذخیرہ چھپا ہوا ہے۔ قرآن پاک مکمل سر چشمہ ہدایت ہے، قرآن وحدیث کی تمثیلات سے اصل غرض عبرت کا حاصل کرنا ہے، تاکہ انسان اس میں غوروفکر کر کے دنیا کی حقیقت، اس کی ناپائیداری اور زوال وفنا کو سمجھتے ہوئے خداوند لاشریک پر ایمان لائے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنانے سے احتراز کرے۔ قرآن حکیم کے ضرب الامثال سے وعظ وتذکیر، زجر، عبرت، تقریر وتاکید، مراد کو فہم مخاطب کے قریب کرنا اور مراد کو محسوس صورت میں پیش کرنا، یہ اسلئے کہ امثال معانی کو اشخاص کی صورت میں نمایاں کرتی ہیں، کیونکہ اسمیں مخاطب کے ذہن کو حواس ظاہری کی امداد ملتی ہے اور ذہن میں بخوبی نقش ہو جاتی ہے۔امثال کا طرز اختیار کرنے سے معانی منکشف ہو جاتے ہیں۔

امثال اس بات کی بیان کی جاتی ہے جس میں انوکھا پن ہو اسی لئے اسکی حفاظت کیجاتی ہے، پس وہ بدلتی نہیں۔ کبھی استعارہ کے طور پر مثل کو حال یا صفت یا قصہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ اس کی کوئی حالت اور انوکھی بات ہو، جیسے:

مثل الجنۃ التی وعد المتقون[4]۔

ترجمہ: مثال (احوال) اس جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیز گاروں کے لئے۔

یعنی جو عجائب ہم نے بیان کئے ان میں جنت کا عجیب حالت والا واقعہ ہے۔ پھر اس کے عجائبات بیان فرمائے۔ دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلِلّٰہِ المَثل الاَعلیٰ[5]۔ "اور اللہ کی مثال (شان) سب سے بلند ہے"۔

یعنی اللہ کے لئے ایسی صفات ہیں جن کا عظمت وجلال میں بڑا مقام ہے۔

امثال القرآن کی اقسام:

قرآنی مثالوں کے تین اقسام ہیں:

(1): واضح مثالیں   (2) پوشیدہ مثالیں   (3) روزِ مرہ کی مثالیں

(1) واضح مثالیں:

واضح مثالیں وہ ہے کہ جس میں لفظ کے مثل کے ساتھ وضاحت کی گئی ہو یا جو تشبیہ پر دلالت کرے، اس قسم کی مثالیں قرآن کریم میں بہت ہیں جیسے حق اور باطل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَت اَودِیَۃٌ بِقَدَرِھَا فَاحتَمَلَ السَّیلُ زَبَدًا رَّابِیًا وَمِمَّا یُوقِدُونَ عَلَیهِ فِی النَّارِ ابتِغَآءَ حِلیَۃٍ اَو مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثلُہٗ کَذٰلِكَ یَضرِبُ اللّٰہُ الحَقَّ وَالبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا یَنفَعُ النَّاسَ فَیَمکُثُ فِی الاَرضِ کَذٰلِكَ یَضرِبُ اللّٰہُ الاَمثَالَ[6]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے۔ پھر وہ سیلاب خس وخاشاک بہالایا جو اس کے اوپر ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور یا اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اسمیں بھی ایسا ہی میل کچیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ حق

اور باطل کی اسی طرح مثال بیان کر رہاہے۔سوجو میل کچیل تھاوہ توپھینک دیاجاتاہےاور جوچیز لوگوں کے کارآمدہے وہ دنیامیں رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان کیاکرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس وحی کوجو آسمان سے دلوں کی زندگی کے لئے نازل فرمائی ہے اس پانی سے تشبیہ دی ہے جو نباتات کے ذریعے زمین کی زندگی کے لئے آسمان سے برساتاہے،اوردلوں کی وادیوں سے تشبیہ دی ہے۔اورسیلاب وتیزپانی جب وہ وادیوں میں بہتاہےتواس پرجھاگ اورکوڑاکرکٹ ابھرآتاہے،اس طرح علم وہدایت جب دلوں میں سرایت کرجاتے ہیں توخواہشات اوپربھرآتی ہیں تاکہ ان کاخاتمہ ہوجائے۔اسی طرح ان مثالوں کاحاصل یہ بھی ہے کہ جیسے ان مثالوں میں میل کچیل برائے چندے اصلی چیز کے اوپر نظرآتاہے لیکن انجام کاروہ پھینک دیاجاتا ہےاوراصلی چیزرہ جاتی ہے،اسی طرح باطل گوبرائے چندے حق کے اوپرغالب نظرآوے لیکن آخرکارباطل محواورمغلوب ہوجاتاہےاورحق باقی اورثابت رہتاہے۔

(2)پوشیدہ مثالیں:

یہ وہ مثالیں ہیں جن میں مثل کے لفظ کو واضح طورپرنہ بولاگیاہو لیکن وہ مختصرطورپر بہترین مفہوم کوواضح کرتی ہے اورجب انھیں ان کے مشابہ امورکی طرف منتقل کیاجاتاہے تووہ خوب اثر اندازہوتی ہے۔

(1)　گائے کے ذکرمیں اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

لَافَارِضٌ وَلَابِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ[7]۔

ترجمہ:　نہ بوڑھی اورنہ ادسربلکہ ان دونوں کے بیچ میں۔

(2)　فضول خرچی سے بچنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا[8]۔

ترجمہ: اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

(3) نماز کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَلاَ تَجۡهَر بِصَلاتِكَ وَلاَ تخَافِت بِهاَ واَبتَغِ بَينَ ذٰلكَ سَبِيلاً [9]۔

ترجمہ: اور اپنی نماز نہ بہت بلند آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ، اور ان دونوں کے بیچ کا راستہ اختیار کرو۔

(4) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

لاَيلدَغ المؤمِن مِن جحرٍ مَّرّتَين [10]۔

"مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا"۔

اس حدیث میں بھی پوشیدہ طور پر مثال دی گئی ہے، سوراخ میں ڈسا جانا اور دھوکہ دینا ایک جیسا ہے۔

(3) روزِمرہ کی مثالیں:

یہ ایسے جملے ہیں جن کو تشبیہ کے لفظ کے بغیر عمومی طور پر بیان کیا گیا ہے، یعنی یہ آیات امثال کے قائم مقام ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

لَيسَ لَهاَ مِن دونِ اللّٰهِ كاَشِفَه [11]۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کو کھولنے والا کوئی نہیں۔

اَلَيسَ الصبح بِقَرِيبٍ [12]۔

ترجمہ: کیا صبح قریب نہیں ہے

هَل جَزاَئ الاِحساِنِ اِلاَّ الاِحساَن [13]۔ "نیکی کا بدلہ نیکی ہے"۔

ضَعفَ الطاَّلِب وَالمَطلوب[14] ۔ "طالب اور مطلوب کمزور ہیں"۔

لِمِثلِ ھٰذَا فَلیَعمَلِ العٰمِلونَ[15] ۔

"عمل کرنے والوں کو اس طرح عمل کرنا چاہیئے"۔

آیات کی یہ قسم جس کا نام مفسرین نے امثالِ مرسلہ رکھا ہے یعنی چلتی پھرتی مثالیں، ان کے بارے میں ان کا اختلاف ہے کہ ان کو بطورِ مثال استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ بعض اہلِ علم کے نزدیک اس کے استعمال سے قرآن کا ادب ملحوظ نہیں رہتا، یا پھر اس سے کوئی فاسد مذہب والا گفتگو کرتا ہے اور وہ پوری کوشش کرتا ہے کہ اسے اپنے باطل نظریات کی طرف مائل کرے تو وہ دوسرا انسان کہتا ہے لکم دِینکم وَلِیَ دِین[16] ۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی عبارت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ قرآن کریم کو بطورِ مثال بیان کرتا ہے تو ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے، حتی کہ مذاق اور فضول گفتگو میں قرآن کریم کو بطورِ مثال بیان کرنا بھی گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جگہ جگہ امثال بیان فرماتے ہیں، یہ امثال اپنے اندر بے پناہ حکمت رکھتے ہیں، اسی لئے قرآن مجید میں جس قدر غور و فکر کی جائے حکمت کے اسی قدر موتی ہاتھ لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَتِلكَ الاَمثَال نَضرِبھاَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھم یَتَفَکَّرون[17] ۔

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں شاید وہ غور و فکر کریں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وَتِلكَ الاَمثَال نَضرِبھاَ لِلنَّاسِ وَمَا یَعقِلھاِ الاَّ العاَلِمونَ[18] ۔

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں مگر انہیں اہل علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھتا۔

ضرورت واہمیت:

امثال القرآن اپنی جگہ ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں، ہر مثال میں لوگوں کے لئے علم کا ذخیرہ چھپاہوا ہوتا ہے، قرآن پاک مکمل سرچشمہ ہدایت ہے، قرآن وحدیث کی تمثیلات سے اصل غرض عبرت حاصل کرنا ہے، تاکہ انسان اس مین غور وفکر کرکے دنیا کی حقیقت، اس کی ناپائیداری اور زوال وفنا کو سمجھتے ہوئے خداوند لاشریک پر ایمان لائے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنانے سے احتراز کرے۔ قرآن حکیم کے ضرب الامثال سے وعظ وتذکیر، زجر، عبرت، تقریر وتاکید، مراد کو فہمِ مخاطب کے قریب کرنا اور مراد کو محسوس صورت میں پیش کرنا۔ یہ اس لئے کہ امثال معانی کو اشخاص کی صورت میں نمایاں کرتی ہے کیونکہ اس میں مخاطب کے ذہن کو حواس ظاہری کی امداد ملتی ہے اور ذہن میں بخوبی نقش ہو جاتی ہے۔ امثال کا طرز اختیار کرنے سے معانی منکشف ہوجاتے ہیں۔ خداوند کریم نے قرآن پاک میں امثال بیان کئے تاکہ وہ بندوں کو یاددہانی اور نصیحت کا فائدہ دیں۔ بات کو واضح کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امثال معانی کو اشخاص کی صورت میں نمایاں اور شکل پذیر کردے تو بندے کے لئے ایک غیر موجود چیز موجود کی مشابہ ہوجاتی ہے، اس طرح انسان بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے، یہاں سمجھ اتنے منازل طے کرتا ہے کہ دلائل بہت پیچھے رہ جاتی ہیں، یقین کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں دنیا کی چیزوں کو لیکر آخرت کی مثالیں بیان کردی ہیں۔

ہمارے نیک اعمال اور اعمال بد کس طرح ہمارے لئے فائدہ اور نقصان کا سبب بنتے ہیں ان کو سمجھانے کے لئے ان چیزوں کی مثال دی جو ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں، قرآن پاک میں ہے: حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيۡرَ مُشۡرِكِيۡنَ بِهٖ‌ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ[19]۔

ترجمہ: اللہ کے لئے دین کو خالص رکھنے والے، شریک بنانے والے نہ ہوں اس کے ساتھ۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑتا ہے پھر پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لیتے ہیں، یا طوفان اس کو دور جگہ لے جا کر پھینک دیتا ہے۔

اب انسانی آنکھ آسمان کی وسعتوں کو دیکھ سکتا ہے اندازہ ہوتا ہے، ایمان اگر ہمیں آسمان کی وسعتوں تک پہنچاتا ہے تو کفر ہمیں پامال کرسکتا ہے۔ قرآن پاک کے بڑے علموں میں سے امثال کا علم ہے، جتنا مثال دینے والا عظیم ہوتا ہے اتنی ہی مثال عظیم ہوتی ہے۔ شیخ عزالدینؒ کا قول ہے:

انماضرب اللّٰہ الامثال فی القرآن تذکیراووعظا فمااشتمل منھاعلیٰ تفاوت فی ثواب اوعلیٰ احباط عمل اوعلیٰ مدح اوذم اونحوہ فانہ یدل علی الاحکام[20]۔

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے قرآن میں امثال اس لئے وارد کی ہیں تاکہ وہ بندوں کو یاددہانی اور نصیحت کا فائدہ دیں، چنانچہ منجملہ امثال کے جو باتیں ثوب میں تفاوت رکھتے یا کسی عمل کے ضائع کئے جانے یا کسی مدح یا ذم وغیرہ امور پر شامل ہیں وہ احکام پر دلالت کرتی ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ، الاتقان میں امام اصفہانیؒ کا قول بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

لضرب العرب الامثال واستحضار العلماءالنظائر شان لیس بالخفی فی ابراز خفیات الدقائق ورفع الاستار عن الحقائق تریك المتخیل فی صورۃ المتحقق والمتوھم فی معرض المتیقن والغائب کانہ مشاھد[21]۔

ترجمہ: اہلِ عرب کی ضرب الامثال اور علماء کے نظائر پیش کرنے کی ایک خاص شان ہے جو مخفی نہیں رہ سکتی، اس لئے کہ یہ باتیں مخفی باریکیوں کو ظاہر اور حقیقتوں کے چہرہ سے نقاب دور کرنے میں بہت بڑا اثر رکھتی ہیں، اور خیالی امور کو تحقیقی باتوں کی صورت میں عیاں کرنا اور وہم کو یقین کا درجہ دینا اور غائب کو مشاہد کے درجہ میں فائز کر دیتا ہے۔

ضرب الامثال ایسی چیز ہیں جو کہ سخت جھگڑالو اور مخالف بندہ کو ساکت کردیتی ہیں، شریر کے شر کا قلع قمع کرڈالتی ہیں، کیونکہ یہ ذات پر اس طرح سے اثر انداز ہوتی ہیں، انسانی ضمیر ہدایت کی طرف دوڑنے لگتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور اپنی تمام کتبِ منزلہ میں ضرب الامثال کو بکثرت نازل کیا، انجیل کی سورتوں میں ایک سورت کا نام سورۃ الامثال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور حکماء کے کلام میں اس کی کثرت پائی جاتی ہے، اعلیٰ قسم کے حقائق اپنے معانی اور اہداف کے لحاظ سے اس وقت بہت ہی عمدہ صورت اختیار کرلیتے ہیں، جب انھیں کسی خوبصورت سانچے میں ڈھالا جائے جس سے وہ یقینی معلوم اشیاء کے معیار کے مطابق عقل وشعور کے بہت قریب ہو جاتے ہیں، اور تمثیل وہ سانچہ ہے کہ جس سے معانی ومفاہیم ایک زندہ صورت کی شکل میں ظاہر ہو جاتے ہیں، اور ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں، اس میں غائب چیز کو حاضر اور موجود چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے، عقل میں آنے والی چیز کو محسوس بنادیا جاتا ہے، بہت سارے خوبصورت معانی کو مثال نے بہت ہی خوبصورت اور دل میں جگہ کرنے والے بنادیا ہے، یہاں تک کہ نفس اس کو قبول کئے بغیر نہ رہ سکا، اور عقل نے اس پر قناعت کرلی۔ یہ مثالیں قرآن کریم کے طرز بیان کا نہ صرف ایک انداز ہیں بلکہ قرآن کریم کا ایک معجزہ ہیں۔

انسان کو نصیحت کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے، یہ امثال نصیحت کے ایسے انداز ہیں کہ ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بعض امثال احکامات سے تعلق رکھتے ہیں، قرآن پاک کے مضامین میں جو حلال وحرام محکم تشابہ، اور امثال پر مشتمل ہے، حرام سے بچنے کا حکم حلال پر عمل کرنے کا محکم کی اتباع تشابہ پر ایمان، اور امثال سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کا فرمان ہوا ہے۔ امثال القرآن کا اگر تجزیہ کیا جائے تو ہر مثال اپنے اندر وسعتیں رکھتا ہے، ان امثال کو عقل بہت جلد قبول کرلیتی ہے، واضح معنی ابھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نمود ونمائش کے لئے

خرچ کرنے والے کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَمَثَلہ کمَثَلِ صَفوَانٍ عَلیہِ تَرَاب فاَصَابَہ وَابِل فَتَرَکہ صَلدًا لا یَقدِرونَ عَلٰی شَیءٍمِمَّا کَسَبوا[22]۔

ترجمہ: اس کی مثال ایسے پتھر کی ہے جس پر گرد و غبار پڑا ہوا ہو اس پر بارش برسی جس سے وہ بالکل صاف ہو گیا، جو کچھ وہ کماتے ہیں اسی طرح ان کو اس سے کچھ ثواب حاصل کرنے کی قدرت نہیں ہوتی۔

امثال حقائق بیان کرتی ہے، اور غائب کو حاضر کی طرح پیش کرتی ہیں، جیسے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِینَ یَاکلونَ الرِّبَا لَایَقومونَ اِلَّا کَمَا یَقومُ الَّتی یَتَخَبَّطَھا لشَّیطَان مِنَ المَسِّ[23]

ترجمہ: جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا قیام اس شخص کے قیام کے علاوہ کچھ نہیں ہے جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

مذکورہ مثال میں سود خوروں کا حال بیان ہوا، اصل میں حلال غذا جسم کا جزو بن کر بندہ میں ایمان اور اطاعت کا مادہ پیدا کرتا ہے، حلال غذا سے ہی خداوندِ کریم عبادات کی توفیق دیتا ہے، جس کی غذا حرام ہو وہ ظاہرہ طور بے شک کھڑا ہو چلتا پھرتا ہو لیکن وہ باطن میں ایسا ہے جیسے ایک مخبوط الحواس شخص، جسے کھڑے ہونے کی گنجائش نہ ہو۔ مثال بیان کر کے اس چیز کی ترغیب دلائی جاتی ہے جس کی مثال بیان کی گئی ہو، کیونکہ وہ ایسی چیز ہوتی ہے جس طرف لوگوں کی رغبت ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے والے کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کے خرچ کرنے سے بہت زیادہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَثَل الذینَ ینفِقونَ اَموَالَھم فِی سَبیلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبۃ اَنبَتَت سَبعَ سَنَابِلَ

فِی کلِّ سنبلَۃٍ مِائَۃ حَبَّۃٍ وَاللّٰہ یضَاعِف لِمَن یَشَاء وَاللّٰہ وَاسِع عَلِیم [24]۔

ترجمہ:　ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے کہ جس نے سات بالیاں اگائیں ہر بالی میں ایک سو دانہ ہو اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اسے دگنا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب وسعت والا ہے۔

بعض مثالوں میں کسی چیز سے نفرت دلانا مقصود ہوتا ہے، مثال بیان کرکے ایک قبیح چیز کو چھوڑنے کی ترغیب دی جاتی ہے، جیسا کہ آیت مبارکہ میں ہے:

وَلَایَغتَب بَعضکم بَعضًا ایحِبّ اَحَدکم اَن یاکلَ لَحمَ اَخِیہِ مَیتًافکَرِھتموہ [25]

ترجمہ:　اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

اس مثال کے ذریعہ پہلے غیبت سے منع کیا گیا اور پھر مردہ بھائی کا گوشت بیان کرکے غیبت سے نفرت دلائی گئی۔ اصل میں مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور موجود نہ ہو اس کی مثال مردہ کی سی ہے، اپنے بارے میں کوئی مدافعت نہیں کرسکتا، کیا خوب اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی۔

امثال دلوں پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں وعظ کے لحاظ سے دوسرے تک بات پہنچانے کے لئے زیادہ کار آمد ہوتی ہیں اور دوسروں کو مطمئن کرنے کے لئے زیادہ بہتر ثابت ہوتی ہیں، آیتِ مبارکہ میں ہے:

وَلَقَد ضَرَبنَا لِلنَّاسِ فِی ھَذَا القرآنِ مِن کلِّ مَثَلٍ لَعَلّھم یَتَذَکَّرونَ [26]۔

ترجمہ:　ہم نے قرآن کریم تمام مثالیں لوگوں کے لئے بیان فرمائی ہیں، شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔

یہ امثال القرآن تربیتی وسائل کا درجہ رکھتی ہیں، کسی روحانی تربیت میں بہت اثر انگیزی

ہوتی ہے، وضاحتی اور شوق پیدا کرنے والے وسائل ہیں۔ اللہ پاک نے انسانی تربیت اور ترغیب کے لئے یہ خوبصورت امثال بیان فرمائے، جو شخص بھی ان میں غور و فکر کرے، جستجو کرے وہ نصیحت حاصل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قرآن کریم دنیا کی تمام کتابوں میں ایک منفرد کتاب ہے، یہ بہ یک وقت آسان اور فہم کے مطابق بھی ہے اور مشکل بھی، سہل فہم ہونے کی وجہ سے صحابہ کے قلوب میں داخل ہو کر ان کی سیرت و کردار میں بے مثال انقلاب پیدا کرنے کی وجہ بن گئی، مشکل ہونے کی بنا پر عربوں جیسی فصیح اللسان قوم کو اس کے بعض اشاروں اور کنایوں کے فہم میں دشواری پیدا کرنے کا موجب بنی، جیسے الخیط الابیض، الخیط الاسود [27] اور حکم تیمم [28]۔

خلاصہ بحث:

قرآن حکیم قصص و امثال اور حکایات و نصائح کا مجموعہ ہے، اس میں سعادت دارین کے بے مثال اصول امثال کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ امثال قرآن پاک کے مضامین میں سے ہیں، جس طرح اس کلام کے باقی مضامین کی ضرورت اور اہمیت نظر انداز نہیں کی جاسکتی جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح یہ امثال بھی اپنے اندر ایک ضابطہ حیات کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ ساری کتب سماویہ نور ہیں مگر قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے نور کہہ کر پکارا کہ بڑی واضح روشنی ہے جس کے سامنے کفر و شرک کے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور ایمان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ کلام پاک اس قدر باحکمت ہے کہ اس کی حکمتوں کا احاطہ کوئی انسانی قلم یا زبان نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک علم و حکمت کا ایک ایسا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے کہ جس قدر اس میں غور و خوض اور تدبر کیا جائے اس قدر علم اور حکمت کی موتی ہاتھ آسکتی ہیں۔ اس پر عمل کرنے اور

اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اس کو بطورِ راہنما شامل رکھنے کی صدائے عام ہے۔ قرآن پاک میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے آج مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے، اور تدبر کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کم ازکم اس کا ترجمہ ہی سیکھنے کی ہمت کی جائے، ہم نے اب تک اس کے ظاہری مفہوم و مطلب سیکھنے کی بھی کوشش نہیں کی ہے، چہ جائے کہ اس عظیم کتاب کے علوم ومعارف اور اسرار و حکم تک ہماری رسائی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق کاملہ عطاء فرمائیں۔

حوالہ جات

---

[1] سرور، مولانا عبد اللہ، "علوم القرآن"، لاہور، مکتبہ محمدیہ، طبع سوم، 2011ء، ص363

[2] نسفی، ابوالبرکات، عبد اللہ بن احمد بن محمد، مولانا شمس الدین(مترجم)، "مدارك التنزيل حقائق التاويل"، لاہور، مکتبۃ العلم، ص75

[3] البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، "شعب الايمان للبيهقي"، بیروت، دار الکتب العلمیہ، باب الحادی عشرمن شعب الايمان وهو باب في الخوف من الله تعالىٰ، ج2، ص727

[4] الرعد 35:13

[5] النحل 60:16

[6] الرعد 17:13

[7] البقرہ 68:2

[8] الفرقان 67:25

[9] الاسراء 110:17

[10] القشیری، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم، "صحیح مسلم"، کراچی، قدیمی کتب خانہ، کتاب الزھد، باب في الاحاديث المتفرقة، ج2، ص413

[11] النجم58:53

[12] ھود81:11

[13] الرحمٰن60:55

[14] الحج73:22

[15] الصافات61:37

[16] الکافرون109:6

[17] الحشر59:21

[18] العنکبوت43:29

[19] الحج31:22

[20] السیوطی، علامہ جلال الدین، "الاتقان فی علوم القرآن"، لاہور، مکتبۃ العلم، ج2، ص303

[21] ایضا، ص204

[22] البقرہ264:2

[23] البقرہ275:2

[24] البقرہ 261:2

[25] الحجرات12:49

[26] الزمر27:39

[27] البقرہ 187:2

[28] المائدہ 6:5